بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

انہوں نے اس غریب درویش کا جو دراصل ایک عظیم الشان بادشاہ تھا
ایسے نازک زمانے میں وفاداری کے ساتھ محبت اور عشق سے بھرے ہوئے دل سے دامن پکڑا
جس زمانے میں آئندہ کے اقبال کی تو کیا امید خود اسی مردِ مصلح کی چند روز میں جان جاتی نظر آتی تھی۔
یہ وفاداری کا تعلق محض قوت ایمانی کے جوش سے تھا جس کی مستی سے وہ اپنی جانیں دینے کے لئے ایسے کھڑے ہو گئے
جیسے سخت درجہ کا پیاسا چشمہ شیریں پر بے اختیار کھڑا ہو جاتا ہے۔

مکرمہ اریشہ ڈیفن تھولر صاحبہ اہلیہ فہیم ڈیفن تھولر صاحب کا ذکر خیر

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22؍دسمبر 2017 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں میں نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی شان، ان کے فضائل اور ان کے نمونوں کے حوالے سے بیان کیا تھا۔ بعض صحابہ کی زندگیوں کے حالات بیان کئے تھے۔ اور بھی بیان کرنا چاہتا تھا لیکن وقت کی وجہ سے بیان نہیں کر سکا۔ بعد میں لوگوں کے خطوط سے مجھے احساس ہوا کہ جو نوٹس میں نے لئے تھے کم از کم وہ بیان کر دوں تا کہ جہاں صحابہ کے حالات کا علم ہو، ان کی قربانیوں کا علم ہو وہاں ہمیں ان کے نمونوں کو اپنانے کی طرف توجہ بھی پیدا ہو۔ لہٰذا آج میں اسی حوالے سے پھر بات کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی ابوعبیدۃ بن الجراح تھے۔ ایک صحابی ہونے کی حیثیت سے یقیناً ان کا ایک مقام تھا، بہت ساری خصوصیات کے حامل تھے لیکن آپ کے امین ہونے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سند عطا کی ہے اس کا روایت میں یوں ذکر ملتا ہے کہ نجران کے وفد نے جب نجران والوں سے کسی کو خراج وصول کرنے کے لئے بھجوانے کے لئے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے پاس ضرور ایسا شخص بھیجوں گا یعنی ایک ایسا امین جو سراسر امین ہوگا۔ تو صحابہ کی گردنیں پھر صحابہ گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے کہ کون ہے وہ شخص جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ اعزاز بخش رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوعبیدۃ کھڑے ہو جائیں اور حضرت ابوعبیدۃ کو وہاں بھیجنے کا ارشاد فرمایا۔ ان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت ملتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اے میری امت ہمارے امین عبیدۃ بن الجراح ہیں۔ کتنا بڑا اعزاز ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نوازا۔

ان کی عاجزی، آپس کے تعاون اور حکمت سے معاملہ کو طے کرنے کا واقعہ یوں بیان ہوتا ہے کہ ایک مہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص کو لشکر کا سردار بنا کر بھیجا۔ وہاں جا کر پتا چلا کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے۔ ان کے لشکر میں زیادہ تر اعرابی تھے اور مہاجرین اور بڑے صحابہ کم تھے۔ اس پر حضرت عمرو بن العاص نے مزید مدد طلب کی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدۃ کی سرکردگی میں ایک دستہ بھجوایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدۃ کو یہ نصیحت فرمائی کہ دونوں امراء باہم تعاون سے کام کرنا مگر عمرو بن عاص نے اس خیال سے کہ یہ

فوج تو مدد کے لئے آئی ہے اس کے لئے ان کے تابع ہے، ابوعبیدۃ کے سپاہیوں کو براہ راست ہدایت دینی شروع کردی۔ اس موقع پر بجائے کسی بحث میں پڑنے کے حضرت ابوعبیدۃ نے کہا کہ گو کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آزاد امیر کے طور پر بھجوایا ہے مگر ساتھ ہی باہمی تعاون کا بھی ارشاد فرمایا تھا اس لئے میری طرف سے آپ کو تعاون ہی ملے گا چاہے آپ میری بات مانیں یا نہ مانیں میں ہر بات میں آپ کی بات مانوں گا۔

پس یہ ہے موقع کی نزاکت کے لحاظ سے صحیح فیصلہ کر کے مسلمانوں کی طاقت کو مضبوط کرنے کے لئے اپنے اختیارات کو بھی چھوڑ دینا۔ یہ تعاون باہمی ہے جو آج مسلمانوں کی طاقت کو ایک عظیم طاقت بنا سکتا ہے جس کی آج مسلمانوں کو ضرورت ہے۔ کاش کہ مسلمان لیڈروں کو بھی اتنی عقل آجائے کس طرح آپس میں تعاون کریں۔

آج دنیا کے امن کی ضمانت عدل اور انصاف اور امانت کا حق ادا کرنے سے ہی ہوسکتی ہے نہ کہ بڑی حکومتوں کا چھوٹی حکومتوں کو مجبور کرنا کہ ہماری مرضی کے مطابق چلو ورنہ تمہارے خلاف ہم کارروائی کریں گے۔ اکثر مسلمان ملکوں میں عوام سے ٹیکس وصول کر کے ان پر خرچ کرنے کی بجائے اپنے خزانے اکثر لیڈر بھر رہے ہیں اور نعرہ لگاتے ہیں حب رسول کا اور صحابہ کی محبت کا۔

پھر حضرت عباس ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے فیاضی اور صلہ رحمی میں مشہور تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عباس قریش میں سے سب سے زیادہ سخی اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ اس بات کو سن کر حضرت عباس نے ستر غلام آزاد کر دیئے۔ یہ تھے ان لوگوں کی سخاوت کے معیار۔

پھر حضرت جعفر ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے اور حضرت علی کے سگے بھائی تھے انہوں نے بھی ابتدائی زمانے میں اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی اور مکہ میں حالات کی وجہ سے حبشہ ہجرت کی۔ مکہ والوں کو جب علم ہوا تو انہوں نے اپنے دو سرداروں کو بہت سے تحائف دے کر حبشہ بھیجا اور وہاں کے سرداروں وغیرہ کے لئے تحفے بھیجے۔ اس پیغام کے ساتھ کہ ہمارے کچھ ناسمجھ نوجوان اپنا دین چھوڑ کر تمہارے ملک میں آگئے ہیں اور تمہارا دین بھی انہوں نے اختیار نہیں کیا۔ بالکل نیا دین ہے۔

بہر حال نجاشی نے کفار مکہ کی بات سننے کے بعد مسلمانوں کو اپنے دربار میں بلایا۔ مسلمان بڑی پریشانی کے عالم میں گئے کہ پتا نہیں کیا سلوک ہوتا ہے ہم سے۔ نجاشی نے ان سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تم نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے۔ نہ ہی کسی پہلی امت کا دین اختیار کیا ہے، نہ ہمارا یعنی عیسائیت۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس موقع پر مسلمانوں کی طرف سے نمائندگی کی اور کہا کہ اے بادشاہ ہم جاہل قوم تھے بتوں کی پرستش کرتے تھے مردار کھاتے تھے بدکاری کرنا اور رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنا ہمارا معمول تھا ہم میں سے طاقتور کمزور کو دبا لیتا تھا۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک رسول مبعوث فرمایا جس کی شرافت اور صدق و امانت اور پاکدامنی اور خاندانی نجابت سے ہم خوب واقف تھے۔ اس نے ہمیں خدا تعالیٰ کی توحید اور عبادت کی طرف بلایا اور یہ تعلیم دی کہ ہم خدا کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں نہ ہی بتوں کی پرستش کریں۔ اس نے ہمیں صدق و امانت صلہ رحمی، پڑوسیوں سے حسن سلوک اور بلاوجہ لڑائی اور خون بہانے سے منع کیا بے حیائیوں سے بچنے کا کہا جھوٹ بولنے اور یتیم کا مال کھانے اور پاک دامنوں پر الزام لگانے سے منع کیا۔ ہمیں حکم دیا کہ ہم خدائے واحد کی عبادت کریں۔ ہم نے اسے قبول کیا اور اس کی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ اس بات کی وجہ سے ہماری قوم ہمارے خلاف ہوگئی اور ہمیں اذیتیں دیں تکلیفوں میں ڈالا اور جب انتہا ہوگئی تو ہم اپنا ملک چھوڑ کر آپ کی پناہ میں آگئے ہیں کیونکہ آپ کے عدل و انصاف کا شہرہ سنا تھا۔ اے بادشاہ ہم امید رکھتے ہیں کہ اس ملک میں ہم پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ نجاشی اس سے بڑا متاثر ہوا اور کہا کہ تمہارے رسول پر جو کلام اترا ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ پڑھ کر سناؤ۔ اس پر انہوں نے سورۃ مریم کی کچھ آیات پڑھیں اور اس خوش الحانی سے پڑھیں کہ نجاشی رونے لگا۔ اور کہا کہ خدا کی قسم لگتا ہے یہ کلام اور موسیٰ کا کلام ایک ہی سر چشمہ سے ہیں اور مکہ کے سفیروں کو کہا کہ میں تمہیں یہ لوگ واپس نہیں کروں گا یہ اب یہیں رہیں گے۔ ان مکہ کے سفیروں نے مشورہ کے بعد یہ ترکیب کی کہ بادشاہ کو کہا کہ یہ لوگ عیسیٰ کو عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق نہیں مانتے اور اس کا درجہ کم کرتے ہیں۔ بادشاہ نے پھر مسلمانوں کو بلایا اور حضرت عیسیٰ

کے بارے میں عقیدہ پوچھا اس پر حضرت جعفر نے کہا کہ اس بارے میں ہمارے نبی پر یہ کلام اترا ہے کہ عیسیٰ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے جو اللہ تعالیٰ نے کنواری مریم کو عطا فرمایا۔ نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا کہ حضرت عیسیٰ کا مقام اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں جو تم نے بیان کیا ہے اور مسلمانوں کو کہا کہ یہاں تمہیں مکمل آزادی ہے۔ آپ کی حکمت فراست اور علم نے مسلمانوں کو وہاں رہنے کے سامان مہیا فرما دیئے۔

ایک صحابی مصعب بن عمیر تھے ان کی والدہ بڑی مالدار تھیں بڑے امیر لوگ تھے بڑے ناز و نعم میں پلے بڑھے تھے۔ بڑا اعلیٰ لباس پہنا کرتے تھے۔ بڑے خوبصورت جوان تھے۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب کو اس حالت میں دیکھا کہ مجلس میں آئے تو کپڑوں میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ صحابہ نے ان کی یہ حالت دیکھ کر سر جھکا لیا۔ جب مجلس میں آ کر حضرت مصعب نے سلام کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دلی محبت سے سلام کا جواب دیا اور اس امیر شخص کی پہلی حالت اور موجودہ حالت کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر انہیں حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ الحمد للہ دنیا داروں کو ان کی دنیا نصیب۔ میں نے مصعب کو اس زمانے میں بھی دیکھا ہے جب شہر مکہ میں ان سے بڑھ کر کوئی صاحب ثروت نہیں تھا یہ ماں باپ کی عزیز ترین اولاد تھی اور اسے کھانے پینے کی ہر اعلیٰ نعمت میسر تھی مگر خدا کے رسول کی محبت نے اسے اس حال میں پہنچایا ہے اور اس نے وہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر چھوڑ دیا پھر خدا نے اس کے چہرے کو نور عطا کر دیا۔ حضرت مصعب کو تبلیغ کرنے کا بھی خوب ملکہ تھا۔ بڑے پیار سے تبلیغ کرتے تھے اور کہا کرتے تھے تبلیغ کرنے والوں کو کہ اگر پسند آئیں میری باتیں تو سنو۔ نہ پسند آئیں تو نہ سنو، اٹھ کے چلے جاؤ۔ اور اس طرح مدینہ کے اجنبی لوگوں تک پیغام حق آپ نے پہنچایا۔ بہت سے لوگ آپ کی تبلیغ کی وجہ سے مسلمان ہوئے۔

حضرت اسید بن حضیر انصاری کو حضرت مصعب کے ذریعہ اسلام قبول کرنے کی سعادت ملی۔ ان کے روحانی مقام کے بارے میں روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ میری تین حالتیں ایسی ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک حالت بھی مجھ پر طاری رہے تو میں اپنے آپ کو اہل جنت میں سے سمجھوں گا۔ پہلی بات یہ کہ جب میں قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہوں یا کوئی اور تلاوت کرے اور میں سن رہا ہوں تو اس وقت مجھ پر جو خشیت کی حالت طاری ہوتی ہے۔ اگر وہ ہمیشہ رہے تو میں اپنے آپ کو جنتیوں میں شمار کروں۔ دوسری بات یہ کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے ہیں اور میں انتہائی توجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ سنتا ہوں تو اس وقت میری جو حالت ہوتی ہے اگر وہ دائمی ہو جائے تو میں جنتیوں میں سے ہو جاؤں۔ تیسرے کہتے ہیں کہ جب میں کسی جنازے میں شامل ہوں تو میری یہ حالت ہوتی ہے کہ گویا یہ جنازہ میرا ہے اور مجھ سے پرسش ہو رہی ہے۔ اگر یہ حالت مستقل رہے تو میں جنتیوں میں اپنے آپ کو شمار کروں۔

بہر حال یہ ان کی کمال خشیت الٰہی کی علامت ہے اور یہی حالت ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتی رہتی ہے اور انسان نیک اعمال کی پھر کوشش بھی کرتا رہتا ہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ یاد رہتا ہے۔ جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ ہر دفعہ ان کی حالت ہونا کہ یہ ہو تو میں جنت میں شمار ہوں، یہ بات ہی ثابت کرتی ہے کہ وہ یقیناً جنتیوں میں سے تھے اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے تھے۔

پھر ایک انصاری صحابی ابی بن کعب تھے آپ بھی عالم باعمل تھے بڑی باقاعدگی سے پانچوں نمازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے۔ نمازوں کی پابندی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد بیان کرتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد آپ نے کچھ لوگوں کے بارے میں پوچھا کہ وہ نماز کے لیے نہیں آئے پھر آپ نے فرمایا کہ دو نمازیں فجر اور عشاء کمزور ایمان والوں اور منافقوں پر بڑی بھاری ہیں۔ اگر ان کو علم ہو کہ ان نمازوں کا کتنا ثواب ہے تو وہ ضرور ان نمازوں میں شامل ہوں خواہ انہیں اپنے گھٹنوں کے بل بھی آنا پڑے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ کیا بات تھی کہ جس کے ہونے سے صحابہ نے اس قدر صدق دکھایا اور انہوں نے نہ صرف بت پرستی اور مخلوق پرستی ہی سے منہ موڑا بلکہ درحقیقت ان کے اندر سے دنیا کی طلب ہی مسلوب ہو گئی اور وہ خدا کو دیکھنے لگ گئے وہ نہایت سرگرمی سے خدا تعالیٰ کی راہ میں ایسے فدا تھے کہ گویا ہر ایک ان میں سے ابراہیم تھا۔ انہوں نے کامل اخلاص سے خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر کرنے کے لئے وہ کام کئے جس کی نظیر بعد اس کے کبھی پیدا نہیں ہوئی اور خوشی سے دین کی راہ میں ذبح ہونا قبول کیا بلکہ

بعض صحابہ نے جو یک لخت شہادت نہ پائی ان کو خیال گزرا کہ شاید ہمارے صدق میں کچھ کسر ہے جیسے کہ اس آیت میں اشارہ ہے منھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر۔ یعنی بعض تو شہید ہو چکے تھے اور بعض منتظر تھے کہ کب شہادت ان کو نصیب ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ اب دیکھنا چاہئے کہ کیا ان لوگوں کو دوسروں کی طرح حوائج نہ تھے اور اولاد کی محبت اور دوسرے تعلقات نہ تھے مگر اس کشش نے ان کو ایسا مستانہ بنا دیا تھا کہ دین کو ہر ایک شئے پر مقدم کیا ہوا تھا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: دنیاوی زندگی کی رو سے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیا رکھا تھا جس کی توقع سے وہ اپنی جانوں اور عزتوں کو معرض خطر میں ڈالتے اور اپنی قوم سے پرانے اور پر نفع تعلقات کو توڑ لیتے۔ اس وقت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تنگی اور عسر اور کس مپرسی اور کس نشناسد کا زمانہ تھا اور آئندہ کی امیدیں باندھنے کے لئے کسی قسم کے قرائن اور علامات موجود نہ تھے۔ سو انہوں نے اس غریب درویش کا جو دراصل ایک عظیم الشان بادشاہ تھا ایسے نازک زمانے میں وفاداری کے ساتھ محبت اور عشق سے بھرے ہوئے دل سے دامن پکڑا جس زمانے میں آئندہ کے اقبال کی تو کیا امید خود اسی مرد مصلح کی چند روز میں جان جاتی نظر آتی تھی۔ یہ وفاداری کا تعلق محض قوت ایمانی کے جوش سے تھا جس کی مستی سے وہ اپنی جانیں دینے کے لئے ایسے کھڑے ہو گئے جیسے سخت درجہ کا پیاسا چشمہ شیریں پر بے اختیار کھڑا ہو جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان روشن ستاروں کے نمونوں پر چلتے ہوئے ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والا بنائے اور ہمارا بھی ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ہو۔

حضور انور نے فرمایا: نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرمہ اریشہ ڈیفن تھولر صاحبہ اہلیہ فہیم ڈیفن تھولر صاحب ہالینڈ کا ہے جو آجکل بینن میں تھیں۔ 11 ر دسمبر کو بینن میں ہی اچانک ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے 62 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوفہ نے 18 ر مارچ 2006ء کو بیعت کی تھی۔ خلافت سے مرحومہ کی بہت محبت تھی۔ 2009ء میں مرحومہ اپنے شوہر مکرم فہیم صاحب کے ساتھ وقف کر کے ہیومنٹی فرسٹ کے تحت بننے والے یتیم خانے کا بندوبست سنبھالنے کے لئے بینن افریقہ مغربی افریقہ چلی گئیں۔ مرحومہ یورپی معاشرے کی پلی بڑھی تھیں اور بڑی اچھی نوکری بھی تھی۔ اس کے باوجود افریقہ میں انہوں نے بڑے مشکل حالات میں بڑے احسن رنگ میں اپنا وقف نبھایا اور بڑی ذمہ داری سے اپنے فرائض انجام دیئے۔ نمازوں کی پابند تھیں۔ احمدیہ دارالاکرام یتیم خانے میں بڑی دلجمعی اور خلوص سے کام کرتی تھیں۔ شیر خوار بچوں کو اٹھائے پھرتیں ان کا بڑا خیال رکھتیں ان کی وفات کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ دارالاکرام کے بچے اب یتیم ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان سے رحم و مغفرت کا سلوک فرمائے اور ایسے باوفا اور وقف کی روح کو سمجھنے والے مزید اللہ تعالیٰ جماعت کو عطا فرماتا رہے۔

☆☆☆

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 22nd - December - 2017

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

....

....

....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB